السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا شہید کی نماز جنازہ ڑھی جاسکتی ہے ؟ میں نے سکی علماء سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شہید کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ ایک شیخ الحدیث نے تو مجمع عام میں فرمایا کہ میدانِ معرکہ کے شہید کا جنازہ جائز ہی نہیں

۲۲) جو بھائی کشمیر میں شہید ہوتے ہیں، آپ ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ اس کی دلیل کتاب وسنت سے واضح فرمائیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

شہید کی نماز جنازہ ضروری نہیں البتہ اگر پڑھے تو جائز ہے۔ مسنون اور باعث ثواب ہے جو لوگ شہید معرکہ کے جنازہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں ان کے سامنے صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے :

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ»، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلاَءِ يَوْمَ القِيَامَةِ»، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ))

''جابر بن عبداللہ ب فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے مقتولین میں سے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے پھر فرماتے۔ ان میں قرآن کسے زیادہ یاد تھا ؟ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتای جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لحد میں آگے کر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خونوں میں ہی دفن کر دینے کا حکم دیا نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان کا جنازہ پڑھا''۔ (صحیح البخاری اصح المطابع ص ۱۷۹ ''باب الصلوۃ علی الشہید)

ان علماء کا کہنا ہے کہ صحیح بخاری کی یہ حیدث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کا جنازہ نہیں پڑھا۔ یہ حضرات ان احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے موقع پر شہیدوں کا جنازہ پڑھا۔ کیونکہ وہ صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف ہیں، گر حقیقت یہ ہے کہ شہداء کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث سے ثبات ہے۔ یہ احادیث تین مختلف اوقات سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن سے دو موقعوں کی احادیث کے صحیح ہونے میں کوئیا ختلاف نہیں اور اگر کسی نے اختلاف کیا تو محض وہم کی بنا پر کیا ہے۔ پہلا موقعہ غزوہ احد کے علاوہ دوسرے موقع پر شہید ہونے والوں کا جنازہ ۔ امام نسائی فرماتے ہیں۔

((أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ، وَكَانَ يَرْعَى ظَهْرَهُمْ، فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟، قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: «قَسَمْتُهُ لَكَ»، قَالَ: مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعْتُكَ، وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلَى هَاهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ، فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ: «إِنْ تَصْدُقِ اللَّهَ يَصْدُقْكَ»، فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَهُوَ هُوَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «صَدَقَ اللَّهَ فَصَدَقَهُ»، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَكَانَ فِيمَا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكَ))

''ہمیں سوید بن نصر نے خبر دی انہوں نے فرمایا ہمیں عبداللہ نے ابن جریج سے خبری دی، انہوں نے فرمایا مجھے عکرمہ بن خالد نے خبر دکی کہ ابن ابی عمار نے انہیں شداد بن الہاد سے خبر دی کہ ابن ابی عمار نے انہیں شداد بن الہاد سے خبر دی کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ کے تابع ہو گیا پھر کہنے لگا میں آپ کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اپنے بعض صحابہ کو تاکید فرمائی۔ جب ایک جنگ ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ غنیمت حاصل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلیم کر دیا اور اس کا حصہ بھی نکالا اور اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دے دیا۔ یہ وہ ساتھیوں کی سواریاں چرایا کرتا تھا۔ جب آ ی اتو انہوں نے اس سے وہ دیا۔ کہنے لگا یہ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا تمہارا حصہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے نکالا ہے۔ اُس نے وہ لے لیا اور لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گا ی۔ کہنے لگا یہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارا حصہ نکال اہے۔ کہنے لگا میں اس کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں چلا بلکہ میں تو اس (مقصد) کیلئے آپ کے پیچھے چلا ہوں کہ مجھے (خلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہاں تیرلگے تو میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ سے سچ کہو گے تو اللہ بھی تم سے سچ کا سلوک کرے گا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر گزری۔ پھر وہ دشمن سے لڑنے کیلئے اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور اس کو وہیں تیر لگا جہاں اُنے اشارہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ وہی ہے ؟ صحابہ نے کہا جی ہاں ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے سچ کہا تو اللہ نے اس سے سچ کا سلوک کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خود اپنے جبہ میں کفن دیا۔ پھر اسے آگ رکھ کر اس کا جنازہ پڑھا۔ تو جنازے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو الفاظ ظاہر ہوئے ان میں سے چند الفاظ یہ تھے اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے۔ ہجرت کر کے تیری راہ میں نکلا پس شہید ہو کر قتل ہوا۔ میں اس بات پر گواہ ہوں''۔

یہ حدیث نسائی کے علاوہ طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱/۲۹۱) میں حاکم (۳/۵۹۵۔۵۹۶) نے اور بیہقی (۴/۱۵۔۱۶) نے بھی روایت کی ہے۔

شیخ ناصر البانی اس حدیث کے متعقل لکھتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔ اس کے تمام راوی مسلم کی شرط پر ہیں سوائے شاد بن الہاد کے کہ مسلم نے ان کی کوئی حدیث روایت نہیں کی مگر اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ وہ معروف صحابی ہیں اور شوکانی نے نیل الاوطار (۳/۳۷) میں نووی (المجموع ۵/۲۶۵) کی اتباع میں جو کہا ہے کہ وہ تابعی ہیں تو یہ ان کا واضح وہم ہے اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ (احکام الجنائز ص ٦١)

تقریب میں ہے : ''شداد بن الہاد صحابی ہیں جو خندق اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے''۔

اس صحیح اور صریح حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید معرکہ کا جناہ خود پڑھایا ہے اگر اُحد کے شہیدوں کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھا ہو تو یہ حدیث ہی جنازے کے سنت ہونے کی کافی دلیل ہے ۔

اگر کوئی شخص اعتراض برائے اعتراض کرنا چاہئے تو کہہ سکتا ہے کہ فصلی علیہ کا معنی یہ ہے کہ اس کیلئے دعا کی ۔ لیکن اگر یہ بات تسلیم کی جائے تو نماز جنازہ سرے سے خمت ہو جاتی ہے کیونکہ میت سامنے رکھ کر صرف دعا نہیں کی جاتی بلکہ جنازہ پڑھا جاتا ہے اور اس کیلئے فصلی علیہ کا لفظ ہی استعمال کی اجتا ہے ۔

دوسرا موقعہ : آٹھ سال بعد شہدائے اُحد کا جنازہ ۔ امام بخاری باب الصلوۃ علی الشہید میں فرماتے ہیں :

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى المَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ: «إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا))

''عقبہ بن عامر فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور آپ اپنے اُحد والوں پر اس طرح جنازہ پڑھا جس طرح آپ میت پر جنازہ پڑھتے تھے ۔ پھر واپس آکر منبر کی طرف آئے اور فرمایا میں پہلے جاکر تمہاری ضروریات کا انتظام کرنے والا ہوں اور اللہ کی قسم اس وقت میں اپنا حوض دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم میں تمہارے متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کروگے لیکن مجھ ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے پر دنیا میں رغبت کروگے ''

مسند احمد، بیہقی اور دار قطنی میں اسی روایت میں یہ لفظ بھی ہے کہ آپ نے شہداء اُحد کا یہ جنازہ آٹھ سال بعد پڑھا ۔

اس حدیث سے شہید کا جنازہ ثابت ہوتا ہے ۔ امام بخاری نے بھی اسے باب الصلوۃ علی الشہید میں نقل فرمایا ہے ۔

بعض لوگ جنھوں نے طے کر رکھا ہے کہ شہید کا جنازہ تسلیم ہی نہیں کرنا، اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں جاکر شہداء اُحد کیلئے دعا کی ۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کا جنازہ پڑھ کیونکہ صلوۃ کا معنی دعا ہے ۔ مگر حدیث کے الفاظ میں اس تاویل کی گنجائش ہی نہیں ۔ الفاظ یہ ہیں (فصلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت) یعنی آپ نے اُحد والوں پر اس طرح صلوۃ پڑھی جس طرح میت پر پڑھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے باقاعدہ ان کا جنازہ پڑھا تھا ۔ امام شوکانی نے فرمایا کہ صلاتہ علی المیت کے الفاظ اس تاویل کی تردید کرتے ہیں کہ صلوۃ سے مراد دعا ہے (نیل الاوطار ص۴۴، ج٤)

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت کے دفن ہونے سے پہلے کسی وجہ سے جنازہ نہ پڑھ سکتے تو قبر پر جاکر صفیں بناکر جنازہ پڑھتے تھے ۔ امام بخاری باب الصلوۃ علی القبر بعد ما یدفن میں اس سلسلہ میں دو واقعات ذکر فرماتے ہیں ۔ لکھتے ہیں :

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ «فَأَمَّهُمْ وَصَلَّوْا خَلْفَهُ»، قُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكَ هَذَا يَا أَبَا عَمْرٍو؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا))

''ہمیں حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی ۔ انہوں نے فرمایا مجھے سلیمان شیبانی نے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا میں نے شعبی سے سنا ۔ انہوں نے فرمایا میں مجھے اُس شخص نے خبر کی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کروائی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جنازہ پڑھا، سلیمان فرماتے ہیں میں نے شعبی سے کاہ کہ اے ابو عمرو آپ کو یہ حدیث کس نے بیان کی تو انہوں نے فرمایا ابن عباس نے '' (صحیح بخاری ۱ اصح المطاقع ص ۱۷۸)

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے باب الاذان بالجنازہ میں اس حدث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ صحابی جن کی قبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھا طلحہ بن براء بن عمیر البلوی تھے ۔ دوسری حدیث :

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا - أَوِ امْرَأَةً - كَانَ يَكُونُ فِي المَسْجِدِ يَقُمُّ المَسْجِدَ، فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ ذَلِكَ الإِنْسَانُ؟» قَالُوا: مَاتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ [ص:90]: «أَفَلاَ آذَنْتُمُونِي؟» فَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا - قِصَّتُهُ - قَالَ: فَحَقَرُوا شَأْنَهُ، قَالَ: «فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ» فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ))

''ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سیاہ مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا وہ فوت ہوگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وقت کا علم نہ وہ سکا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اسے یاد کیا اور فرمایا اس آدمی کا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ فوت ہوگیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تم نے مجھ اطلاع کیوں نہیں دی ۔ انہوں نے کہا اس کا واقع اس طرح ہوا ۔ غرض انہوں نے اس معاملے کو معمولی قرا ردیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ اس کی قبر بتاؤ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ اس کی قبر پر گئے اور اس کا جنازہ پڑھا '' ۔ (صحیح بخاری، ص۱۷۸)

حافظ ابن حجر باب الاذان بالجنازۃ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ وہ عورت تھی اس کا نام اُم محجن تھا ۔

صحیح بخاری میں شہدائے احد کے آٹھ سال بعد جنازہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر پہلے فرصت نہ مل سکے تو کئی سال بعد بھی میت کا جانزہ پڑھا جا سکتا ہے جس میں شہید بھی شامل ہیں اور اگر وہ احادیث ثابت ہو جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ نے اُحد کے موقع پر بھی شہداء کا جنازہ پڑھا تو آٹھ سال بعد جنازہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے جنازہ پڑھا ہو تو کئی سال بعد دوبارہ قبر پر بھی جنازہ جائز ہے ۔

تیسرا موقعہ جنگ احد کے موقع پر شہداء احد کا جنازہ ہے ۔

اس میں شبہ نہیں کہ صحیح بخاری میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مروی ہے کہ شہداء اُحد کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا ۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس مفہوم کی روایت مروی ہے مگر جب دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند سے ثابت ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر شہداء کا جنازہ پڑھا ہے تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا ۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ اصول ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق جب ایک آدمی یہ بیان کرے کہ یہ واقعہ نہیں ہوا اور دوسرے بیان کریں کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور دونوں سچے ہوں تو اس شخص کی بات تسلیم کی جائے گی جو واقعہ ثابت ہونے کا راوی ہے ۔ دوسرے کے متعلق سمجھا جائے گا کہ اسے علم نہیں ہو سکا ۔ امام شوکانی فرماتے ہیں :

((وأیضاً أحادیث الصلوة قد شد من عضدھا کونھا مثبتة والأثبات مقدم علی النفی وھذا مرجح معتبر))

''یعنی شھداء اُحد پر جنازہ پڑھنے کی احادیث کو قوی قرار دینے والوں کو اس بات سے مزید قوت حاصل ہوتی ہے کہ یہ احادیث جنازہ کا اثبات کرتی ہیں اور اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے اور ترجیح کی یہ وجہ ایسی ہے کہ ماننی پڑتی ہے''۔ (نیل الاوطار ج ٤، ص ٤٤)

رہا یہ سوال کہ سیدنا جابر اور انس جلیل القدر صحابی سے یہ بات کیسے مخفی رہ گی تو یہ کوئی بعید بات نہیں۔ جنگ اُحد میں مسلمانوں کولاحق ہونے ولای پریشانی کی حالت میں تمام لوگ اگر جنازے پر نہ پہنچ سکے ہوں اور نہ انہیں اس بات کا علم ہوا ہو تو یہ ممکن ہے۔ خصوصاً سیدنا جابر کو اس کا علم نہ ہوا اور جنازے پر پہنچ نہ سکنا تو عین ممکن ہے کیونکہ وہ اُحد کے معرکے میں شریک ہی نہیں ہوسکے جیسا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے:

((وکان جابر قد أطاع أباہ یوم أحد وقعد لأجل أخواتہ ثم شھد الخندق و بیعۃ الشجرۃ))

''اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُحد کے دن اپنے والد کی اطاعت کی تھی اور اپنی بہنوں کی وجہ سے گھر میں رہ گئے تھے۔ پھر خندق اور بعیت شجرہ (بیعت رضوان) میں حاضر ہوئے''۔ (سیر اعلام النبلاء 190,ج3)

خود ان کا بیان ہے کہ والد صاحب کے منع کرنے کی وجہ سے بدر اور اُحد میں شریک نہیں ہوا۔ جب وہ شہید ہوگئے تو میں کسی غزوہ سے پیچھے نہیں رہا۔ (صحیح مسلم، حدیث ١٨١٣)

سیدنا انس بھی اس وقت صغیر السن تھے۔ اب دور حاضر کے معروف سلفی محدث شیخ ناصر الالبانی حفظہ اللہ کی کتاب احکام الجنائز میں سے دو احادیث ان پر شیخ صاحب کے کلام کا ترجمہ نقل کرتا ہوں:

((عن عبداللہ ابن الزبیر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أمر یوم أحد بحمزۃ فسجی ببردۃ ثم صلی علیہ فکبر تسع تکبیرات ثم أتی بالقتلی یصفون ویصلی علیھم وعلیہ معھم))

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن حمزہ کے متعلق حکم دیا تو انہیں ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا پھر آپ نے ان پر جنازہ پڑھا اور ان پر نو تکبیریں کہیں۔ پھر دوسرے مقتول لائے گئے۔ وہ صفوں میں رکھے جاتے تھے اور آپ انکا جنازہ پڑھتے تھے اور ان کے ساتھ حمزہ کا جنازہ بھی پڑھتے تھے''۔

اسے طحاوی نے معانی الآثار (١/٢٩٠) میں روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔ اس کے تمام راوی معروف ثقہ ہیں اور ابن اسحق نے تحدیث کی تصریح کی ہے اور اس کے بہت سے شواہد ہیں جن میں کچھ شواہد میں نے (التعلیقات اجیاد) میں مسئلہ (٥٧) میں ذکر کیے ہیں۔ (احکام الجنائز وبدعھا, ص 82)

عن ابن عباس قال لما وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حمزۃ أمر فھیئ إلی القبلۃ ثم کبر علیہ تسعا ثم جمع إلیہ الشھداء کلما أتی بشھید وضع إلی حمزۃ فصلی علیہ وعلی الشھداء معہ حتی صلی علیہ وعلی الشھداء اثنین وسبعین صلاۃ,))

''عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ پر (نماز جنازہ کیلیئے) کھڑے ہوئے،انکے متعلق حکم دیا تو ان کی تیاری کر کے انہیں قبلہ کی طرف رکھ دیا گیا پھر آپ نے ان پر نو تکبیرین کہیں پھر دوسرے شہداء کو انکے ساتھ اکٹھا کیا جب کوئی شہید لایا جاتا حمزہ کے ساتھ رکھ دیا جاتا۔ آپ اس پر اور اس کے ساتھ دوسرے شہید پر جنازہ پڑھتے یہاں تک کہ آپ نے اس پر اور دوسرے شہداء پر بہت دفعہ نماز جنازہ پڑھی''۔

اسے طبرانی نے اپنی معجم کبیر (٣٣/١٠٧،١٠٨) میں محمد بن اسحٰق کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں مجھے محمد بن کعب قرظی اور حکم بن عتیبہ سے مقسم اور مجاہد سے حدیث بیان کی ان دونوں نے ابن عباس سے بیان کیا۔

میں کہتا ہوں: یہ جید سند ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں محمد بن اسحاق کی تحدیث کی تصریح کی ہے تو اس کی تدریس کا شبہ دور ہو گا ی۔ شیخ البانی کا کالم بقدر ضرورت ختم ہوا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہید معرکہ کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث سے ثابت ہے۔ اگر جنگ اُحد کے موقع پر شہداء کے جنازہ والی احادیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو کوئی اشکال ہی نہیں رہتا اور اگر ان کی صحت پر اطمینان نہ بھی ہو تو گلے مین تیر لگنے سے شہید ہونے والے صحابی کا جانزہ اور شہداء اُحد پر آٹھ سال بعد جنازہ والی احادیث کے بعد شہدائے معرکہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

غائبانہ نماز جنازہ

کشمیر میں شہید ہونے والے بھائیوں کی غائبانہ نماز جنازہ درست ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

(عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ وخرج بھم إلی المصلی فصف بھم وکبر علیہ أربع تکبیرات,))

''ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی اطلاع اس دن دی جس دن وہ فوت وہا اور صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ کی طرف نکلے ان کی صفیں بنائیں اور اس پر چار تکبیریں کہیں''۔ (صحیح البخاری اصح المطابع ص ١٧٨)

اس سے غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت ملتا ہے اور جس شخص کا جنازہ میت حاضر ہونے کی صورت میں ہوسکتا ہے غائب ہونے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ شہید کے جنازہ کے مسنون ہونے کے دلائل اوپر گزر چکے ہیں۔ بعض لوگ جنازہ غائبانہ کے سرے سے ہی منکر ہیں۔ یہ صرف نجاشی کے ساتھ خاص تھا کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلیئے زمین کے تمام پردے ہٹا دیئے گئے اور نجاشی کی میت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ رہے تھے۔ مگر یہ بات درست نہیں۔ امام نووی نے المجموع (٢٥٣/٥) بحوالہ احکام الجنائز) میں اس کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ روایت خیالات میں سے ہے یعنی اس کی حقیقت کچھ نہیں۔

رہا نجاشی کیس اتھ خاص ہونا تو یہ بات اس لیے درست نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل امت کیلیئے نمونہ ہے (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ) ہاں اگر کسی علم کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کو دوضاحت فرما دی کہ ا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے تو الگ بات ہے اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی صراحت نہیں فرمائی۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صرف اس تخص کا غائبانہ جنازہ درست ہے جس کا جنازہ اس علاقہ میں نہ پڑھا گیا ہو جہاں وہ فوت ہوا ہے ۔ ان کا استدلال ان الفاظ سے ہے جو اسی حدیث کی بعض روایات میں آئے ہیں کہ " ان اخالکم قدمات بغیر ارضکم " ، یعنی تمہارا ایک بھائی تمہارے علاقے سے باہر فوت ہوگیا ۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ نجاشی کا جنازہ وہاں نہیں پڑھا گیا تھا ۔

ان حضرت کا علم وفضل مسلم ہونے کے باوجود حدیث کے الفاظ میں یہ صراحت کم از کم مجھے کہیں نہیں ملی کہ نجاشی کا جانزہ وہاں کسی نے نہیں پڑھا تھا ۔ علاقے سے باہر فوت ہونے کی وجہ سے غائبانہ جنازہ پڑھنے کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ ہمارے لئے وہاں پہنچنا مشکل ہے ۔

بہر حال شہدائے کشمیر کا جنازہ غائبانہ اس لحاظ سے بھی درست ہے کہ وہ علاقہ ہندوؤں کے تسلط میں ہے اور شہداء کی میتیں بعض اوقات کشمیری مسلمانوں کو دے دی جاتی ہیں اور ان کا جنازہ پڑھتے ہیں ۔ بعض اوقات انہیں دی ہی ہنہیں جاتیں کہ ان کا جنازہ پڑھا جاسکے ۔ بعض اوقات عام آبادی کے مشتعل ہونے کے خوف سے انہیں شہادتوں کی خبر ہی نہیں ہونے دی جاتی ۔ خصوصاً بارڈر ایرامیں شہید ہونے والے بھائیوں کی میتیں تو ہندو آرمی حتی الوسع اٹھانے ہی نہیں دیتی ۔ نہ ان پر جنازہ ہوتا ہے ۔ ایسی صورت میں شہدائے کشمیر کا جنازہ ان حضرات کے قول کے مطابق نجاشی کے جنازے کے مطابق بھی مسنون ہے ۔

اگر غور کیا جائے تو طلحہ بن رباء اور ام مجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے ادا ہوچکنے کے باوجود ان کی قبر پر آپ کا جنازہ ادا کرنا اور شہداء احد کا جنازہ پڑھنے کے باوجود آٹھ سال بعد ان کی قبروں پر نماز جنازہ ادا کرنا بھی جنازہ غائبانہ ہی ایک صورت ہے کیونکہ میت تو نگاہوں سے غائب ہے ۔ اسے حاضر کا جنازہ کس طرح کہا جاسکتا ہے اور جب نگاہوں سے ہی غائب ہوگیا تو پھر فاصلے کی کمی یا زیادتی میں کیا فرق پڑتا ہے ۔
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ